WWW.KITABNAGRI.COM
کتاب نگری
تیرے روبرو
ناجیہ زاہد

کتاب نگری

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

تیرے روبرو

ناجیہ زاہد

تعارف

یہ ناول رومانوی داستان پر ایک خوبصورت ناول ہے۔

....

صبح اذان کے ٹائم پر زمل کی آنکھ کھل گئی تھی۔ جلدی جلدی ذمل نے فجر کی نماز ادا کی نماز پڑھ کے زمل کہ ہاتھ جب دعا کے لئے اٹھے تو ساتھ ہی زمل زار و قطار رونے لگی۔ اللہ سے رو رو کر دعا کرنے لگی یہ سب جو ہو رہا ہے اس کی ذمے دار وہ خود ہے اپنے ماں باپ کی تکلیف کا باعث بھی وہ اپنے آپ کو خود ٹھہرائی تھی۔ میرے اللہ ہمیں اس مشکل سے نکال دے ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہماری اتنی حثیت نہیں ہے کہ ہم اس کا سامنے کرے میری مدد کر ھمارے لیا آسانیاں کر میرے والدین کی پریشانی دور کر دعا سے فارغ ہو کر زمل اوپر چھت پر اپنے کبوتروں کو دانا دینے چلی گئی زمل کو کبوتروں سے بہت پیار تھا

اُن کا خیال وہ اپنی جان سے بھی زیادہ رکھتی تھی۔ ان سب سے فارغ ہو کر دعا کالج کہ لئے تیار ہو کر نیچے ناشتا کرنے چلی گئی۔ زمل کی ماں نے ناشتا بنا کر تیار رکھا ہوا تھا زمل کے لئے زمل خاموشی سے بیٹھ گئی ناشتا کرنے کے لئے زمل نے دیکھا اس کی ماں تھوڑی دیر بعد اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کر رہی تھی زمل اپنے والدین سے نظریں چوڑائی پھرتی تھی کیوں کہ زمل ان سب کی ذمے دار خود کو سمجھتی تھی۔ زمل کے والدین الگ اس کے لئے پریشان ہوتے رہتے تھے۔ اور آگے آنے والے وقت کے لئے دعا کرتے تھے۔ زمل ناشتے سے فری ہو کر بری سی چادر اوڑھ کر کالج جانے کے لئے نکل گئی۔ زمل کالج جاتے ہوئے اپنا وہ وقت یاد کر رہی تھی جو دو مہینے پہلے تھا۔ خوش باش زندگی نہ کوئی پریشانی نہ کوئی ٹینشن پر پچھلے دو مہینے میں زمل کہ ساتھ جو ہو چکا ہے وہ اور اس کے والدین دو مہینے سے نہ ٹھیک سے سو سکے تھے اور نہ ہی سکون سے ایک دن بھی بیٹھے تھے دعا دو مہینے پہلے والا وقت یاد کرتی دو مہینے پیچھے چلی گئی

زمل اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہے۔ زمل دونوں کی بہت دعاؤں کے بعد ان کی زندگی میں آئی تھی

اکلوتی ہونے کی وجہ سے دونوں کی بہت لادلی تھی۔ زمل کے والد سرکاری ملازم تھے۔ ایک دن زمل کے کالج کا ٹرپ اسلام آباد جا رہا تھا جس میں زمل بھی تھی۔ پہلے تو زمل کی ماں نے اجازت نہیں دی کے پہلے کبھی بھی اتنی دور ہم سے اکیلی نہیں گئی ہے زمل نے اپنے ابو کی طرف معصوم سا موں بنا کر دیکھا جس سے زمل کہ والد نے اجازت دے دی۔ زمل نے جانے کی تیاری شروع کر دی۔ پر پتہ نہیں کیوں

زمل کی ماں کا دل بہت گھبرا رہا تھا اس کو دور بھیجنے سے۔ ان کا ٹرپ اسلام آباد میں دو کا دن تھا زمل تیاری کرنا شروع ہو گئی تھی جانے کے لئے

ٹرپ اسلام آباد جانے کے تیار تھا۔ صبح 6 بجے سب لڑکیوں کو کالج بلایا تھا کہ سب اکھٹے ہو کر ایک ہی جگہ سے بس میں نکلے زمل بھی صبح صبح تیار ہو کر اپنی والد کہ ساتھ کالج کے لئے نکل گئی. وہ بہت زیادہ خوش تھی کیوں کہ وہ پہلی دفعہ اس طرح ٹرپ پر جا رہی تھی۔ زمل کو نہیں پتہ تھا کہ یہ اس کی زندگی کی شاہد آخری خوشی تھی۔

....

وہ اسلام آباد اپنے بسنیس میٹنگ کے لئے آیا ہوا تھا۔ میٹنگ سے فری ہو کر وہ آفس سے ابھی نکلا تھا۔ شام کے 6 بج رہے تھے۔ اسلام آباد میں رات بہت جلدی ہو جاتی تھی۔

اپنے خوبرو سٹائل کہ ساتھ بال سٹائلش سے بنائے ہوئے۔ شلوار قمیض اوپر شال کندھے پر طریقے سے لی ہوئی اور غصّہ تو ہر ٹائم ناک پر بیٹھا ہوا تھا۔ فیضان خان آفندی بلکل اپنے نام کی طرح مغرور سا تھا۔ فیضان کا تعلق ایک وڈیرے خاندان سے تھا۔ فیضان کے والد کا خواب تھا کہ اُن کا بیٹا شہر جا کر پڑھائی کرے اور شہر میں ہی سیٹ ہو فیضان نے اپنا بسنیس لاہور میں سیٹ کیا تھا۔ پر پھر بھی فیضان اپنی روایات کو نہیں بھلا تھا اور لاہور جیسے شہر میں رہتے ہوئے بھی وہ بلکل ایک وڈیرے کی طرح رہتا تھا۔ وہی پہناوا اور وہی روب ضد کا پکا تھا۔ جو چیز پسند آ گئی وہ ہر حال میں اپنی کر کے رہتا تھا۔

زمل لوگ اسلام آباد دوپہر کے 3 بجے تک پہنچ گئے تھے۔ بس سیدھا ہوٹل میں روکی جہاں سٹوڈنٹس کے لئے رومز بک کروائے تھے۔ اور اس ٹرپ کا انچارج تھا اُن نے طریقے سے چار چار لڑکیوں کو ایک روم دیا۔ اور سب کو کہا ریسٹ کر کے 5 بجے سب نیچے لوبی میں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے پھر ہم سب مل کر گھومنے نکلے گے۔ سب لڑکیوں نے ایسا ہی کیا 5 بجے سب نیچے لوبی میں جمع ہو گئی۔ اور ایک بار پھر کولج کی بس اسلام آباد کی سڑکوں پر رواں دواں تھی۔ سب لڑکیاں اپنی اپنی مستی میں لگی ہوئی تھی کوئی سیلفی لینے میں مگن تو کوئی باہر کے راستے دیکھ کر لطف اندوز ہو رہی تھی۔ اور کچھ گانے گا رہی تھی۔ جو ٹیچرز ساتھ آئیں تھی وہ لڑکیوں کے ساتھ انجوئے کر رہی تھی۔ ایک دم ہی بس زوردار جھٹکے سے روکی بس کا سامنے سے آتی ہوئی گاڑی کہ ساتھ ٹکر ہو گئی تھی۔ سب لڑکیاں ڈر کر سہم کر بیٹھ گئی۔ جس گاڑی کے ساتھ بس کی ٹکر ہوئی تھی وہ گاڑی فیضان خان آفندی چلا رہا تھا۔ فیضان کا غصے سے پارہ ہائی ہو گیا گھس سے گاڑی سے نیچے اترا اور ڈرائیور کو نیچے بولا کر اچھی خاصی بیستی کی جو میل ٹیچرز تھے وہ بھی نیچے اترے کے آرام سے بات کر لے۔ پر آگے فیضان خان آفندی تھا جو کسی کی نہیں سنتا تھا۔ اندر سب لڑکیاں بیٹھی دیکھ رہی تھی۔ کے زمل کو غصّہ آیا کہتی اس کو تو جا کر میں سیدھا کرتی ہوں یہ سمجھتا کیا ہے خود کو اتنا کہ کر نیچے اتر گئی سب نے بہت روکا پر زمل نے کسی کی بھی نہ سنی اور ایک دم سے جا کر فیضان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ زمل فیضان کہ سامنے معصوم سی چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی۔ فیضان لمبا انچا چوڑا جسم فیضان کو یہ چھوٹی سی دھان پان سی لڑکی بہت پسند آگئی تھی۔ زمل فیضان کو کیا کیا کہہ رہی تھی

فیضان تو جیسے سن ہی نہیں رہا تھا وہ تو بس زمل کو دیکھنے میں مگن تھا۔ اور چپ کر کے سنتا جا رہا تھا۔ فیضان کو خبر ہی نہ ہوئی کب زمل بول کر بس میں جا کر بیٹھ گئی اور بس اپنی منزل کو چل پری۔ ہوش تو تب آیا جب بس وہاں سے چلی گئی۔ جاتی ہوئی بس پر نظر پڑی تو بس پر گرلز کالج لاہور لکھا تھا۔ جس سے فیضان ہلکا سا مسکرا گیا۔

فیضان کو زمل بہت اچھی لگی تھی۔ وہ جب سے ہوٹل واپس آیا تھا بس اسی کو سوچ رہا تھا۔ اس بات پر خوش تھا کہ وہ لاہور کی ہے۔ اگر وہ کسی اور شہر سے بھی ہوتی تو بھی فیضان کے لئے مشکل نہیں تھا پتہ کروانا اس کہ بارے میں سب کچھ اب کل کا انتظار تھا جب واپس لاہور جانا تھا۔ ساری رات فیضان نے کروتے لیتے گزاری صبح ہوئی تو فیضان فوراً لاہور کے لئے نکل گیا۔ اور سیدھا زمل کے کالج کی طرف گیا۔ پرنسپل کے پاس گیا اور زمل کا سب پتہ کروا لیا۔ اور وہاں سے زمل کہ گھر گیا۔ زمل کہ گھر کی بیل بجائے تو اس کے والد نے دروازہ کھولا وہ فیضان کو دیکھ کر چونک گئے اتنی پروٹوکول کے ساتھ چار گارڈز تھے اور خود لمبا انچا مرد روب دار شخصیت کا مالک فیضان خان آفندی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ زمل کہ والد نے پوچھا کون ہو تم اور یہاں کیا کام ہے۔ فیضان نے جواب دیا پہلے اندر تو آنے دیں پھر آرام سے بتاتا ہوں۔ وہ سوچ میں پڑ گئے۔ پھر کچھ سوچ کر اندر آنے کی اجازت دے دی۔ ڈرائنگ روم میں بٹھایا۔ میرا نام فیضان خان آفندی ہے۔ میں صاف اور سیدھی بات کرنے والا بندہ ہوں۔ میں نے اسلام آباد میں آپ کی بیٹی کو کالج ٹرپ میں دیکھا تھا۔ مجھے آپ کی بیٹی بہت پسند آئی ہے اور میں جانتا ہوں اس

کا کہیں بھی رشتہ نہیں ہوا ہے اور آپ کی اکلوتی اولاد ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں احمد صاحب کے آپ سرکاری ملازم ہے چھوٹی سی پوسٹ پڑ فائز ہیں۔ میرے ساتھ رشتے داری میں آپ کو بہت فائدہ ہو گا۔ احمد صاحب اپنا نام سن کر حیران ہو گئے کے میں نے تو اس کو اپنا نام بھی نہیں بتایا تھا۔ اور یہ اتنی سری انفارمیشن لے کر آیا ہے میرے گھر احمد صاحب ڈر گئے تھے۔ اچھا اب مجھے اجازت دیں میں دو دن بعد اپنا آدمی بھجوں گا جواب ہاں میں ہونا چاہیے ورنہ مجھے زبردستی کرنی آتی ہے۔ یہ کہہ کر فیضان وہاں سے نکل گیا اور مجھے احمد صاحب کے لیا پریشانی چھوڑ گیا۔ یہ تو شکر تھا کہ گھر پر زمل اور اس کی امی نہیں تھی۔

دو دن پنکھ لگا کر اُڑ گئے. احمد صاحب ہے ٹائم پریشان رہتے تھے زمل کی امی نے بہت بار پوچھا پر آفس کی پریشانی کا کہ کر بات ٹال دیتے تھے۔ دو دن بعد دو عورتیں آئی بہت سارا شگن لے کر سب حیران رہ گئے اُن نے بتایا کہ ہمیں فیضان صاحب نے بھجا ہے۔ اور رشتا پکا کرنے آئے ہیں۔ دونوں نے زمل کو اپنے پاس بیٹھایا اور انگوھتی پہنا کر موں میٹھا کروا دیا زمل حیران ہو کر سب دیکھ رہی تھی اتنے پروٹوکول کہ ساتھ دونوں آئی تھی کہ پہلے تو تینوں اس بات پر گھبرا گئے۔ زمل نے ہمت کی اور غصے سے نگوھتی اُتار کر اُن عورتوں کی گود میں پھنکی اور وہاں سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ احمد صاحب نے اُن کو غصے سے اپنے گھر سے نکالا زمل کی ماں نے پوچھا کہ یہ سب کیا تھا تو ان نے دو دن پہلے والا سارا واقع سونا دیا زمل بھی سب سن رہی تھی۔ اس کو یاد نہیں آ رہا تھا۔ کے کو تھا جس کو میں پسند آ گئی اور گھر تک رشتا لے آیا ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی۔ کے دروازہ زور زور سے بجنے لگا احمد صاحب نے دروازہ کھولا تو سامنے فیضان خان

آفندی کو دیکھ کر ڈر گئے۔ اُن کو پیچھے کر کے وہ سیدھا زمل کہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ زمل پل میں پہچان گئی تھی اس کو زمل فیضان کے سامنے سے پیچھے ہونے لگی تو فیضان نے فوراً ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کیا یہ دیکھئے بغیر کہ زمل کہ والد اور والدہ کھڑے ہیں پاس زمل نے زور سے چیخ ماری تو احمد صاحب زمل کی والدہ آگے ہوئے اس کو بچانے پر گارڈز نے گن دیکھا کر روک دیا دونوں کو فیضان نے جیب میں سے وہی انگھوٹی نکالی جو زمل نے کچھ ٹائم پہلے اُن عورتوں کے موں پر ماری تھی زمل کہ ہاتھ میں پہنائی اور سختی سے کہا اب یہ اترنی نہیں چاہئے یہ کہہ کر زمل کا ہاتھ چھوڑ دیا اور گارڈز سے کہا یہ میرے ساس سسر ہیں ان کی عزت کرو چھوڑ دو ان کو اور احمد صاحب کو جاتے ہوئے کہا کہ اب میری امانت آپ کے پاس ہے خیال رکھنا اور کوئی غلطی دوبارہ مت کرنا کیوں کہ آپ مجھے جانتے نہیں ہو۔ یہ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ پیچھے تینوں کو پریشانی میں ڈال کر اس بات کو ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ اور ایک ہفتے سے زمل بہت تیز بخار میں ٹپ رہی تھی۔ وہ دونوں الگ پریشان تھے۔ زمل فیضان کی روبدر سخصیت دیکھ کر اور اتنا پروٹوکول دیکھ کر ڈر گئی اور جس طرح۔ وہ دھمکی دے کر گیا تو زمل کا ڈر کے مارے بہت برا حال تھا۔ جس دن سے فیضان انگوھتی پہنا کر گیا تھا اس دن کے بعد خاموشی ہو گئی تھی وہاں سے کوئی بھی نہیں آیا تھا دوبارہ یہی سوچ کر احمد صاحب نے یہ گھر چھوڑنے کا فیصلہ کیا راتوں رات وہ اس محلے سے نکل گئے اور کسی اور علاقے میں گھر لے لیا۔ فیضان ان دنوں اپنے گاؤں گیا ہوا تھا اس لیے لا علم تھا ان سب سے 10 دن واپس آیا تو زمل سے ملنے کا دل کیا تو سیدھا زمل کہ گھر کی طرف گاڑی کی وہاں جا کر

دیکھا گھر کو تالا تھا۔ جب ہمسایے سے پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ یہ علاقہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر فیضان کو غصّہ آیا اور زمل کہ کالج کا رخ کیا وہاں پتہ چلا کہ زمل کافی دن سے کالج نہیں آ رہی ہے۔ اب فیضان آپے سے باہر ہو گئے اور اپنی آدمیوں کو کہا جتنی جلدی ہو سکے اُن سب کہ پتہ کرو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا جاؤ جلدی مجھے 1 گھنٹے کے اندر اُن کا پتہ چاہیئے۔

فیضان جانتا تھا کہ اس کے لئے مشکل نہیں تھا پتہ کروانا زمل کا۔ 1 گھنٹے کے اندر اندر گھر کا پتہ چل گیا۔ زمل یہاں آ کر سیٹ ہو گئی تھی احمد صاحب بھی پر سکون ہو گئے تھے۔ کے اب سب سے ہو گیا ہے وہ یہاں تک نہیں آ سکتا پر یہ سوچ تھی ان کی۔ شام کا ٹائم تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی زمل کو لگا اُس کے بابا ہوں گے۔ بھاگی بھاگی گی اُور خوشی سے دروازہ کھولا کیوں کہ آج اس کے بابا کہ برتھ ڈے اس لئے اس نے برتھ ڈے کے لئے تیاری کی ہوئی تھی جیسے ہی دروازہ کھولا زور سے بولی ہیپی برتھ ڈے با۔ بابا کہنے ہی والی تھی کہ فیضان کو دیکھ کر روک گئی اور دروازہ بند کرنے لگی تو آگے بھی فیضان تھا لمبا انچا آدمی اس کہ سامنے زمل اتنی چھوٹی لگ رہی تھی. دروازے کو دھکا دے کر اندر آ گیا۔ اور زمل کو بازو سے پکڑ کر قریب کیا زمل نے ڈر کر چیخ ماری چیخ کی آواز سن کر زمل کی ماں فوراً باہر آئی۔ فیضان کو دیکھ کر حیران رہ گئی کے اس کو یہاں کا پتہ کیسے ملا فیضان نے زمل کو جو انگھوٹی پہنائی تھی وہ ہاتھ میں نہیں تھی۔ فیضان کو دیکھ کر بہت غصّہ آیا۔ زمل سے پوچھا انگھوٹی کہاں ہیں زمل نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ وہ میں نے پھنک دی تھی۔ یہ سن کر فیضان کا پارہ ہائی ہو گیا۔ اور ہاتھ سے گھسیٹا ہوا اپنے ساتھ لے گیا۔ گاڑی میں۔ بیٹھایا

زمل چیختی رہی پر فیضان کو کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ گاڑی کے دروازے سے چپک کر بیٹھ گئی اور روتی جا رہی تھی۔ کچھ ٹائم میں گاڑی ایک بہت ہی شاندار کوہتی نما گھر کے کارپورش میں آ کر رک گئی۔ فیضان گاڑی سے اترا اور زمل کو بازو سے کھینچ کر اندر لے گیا۔ اور کمرے میں بیڈ پر دکھا دے کر چلا گیا۔ اور جاتے جاتے بولا کہ تیار رہو میں تم سے ابھی اور اسی وقت نکاح کر رہا ہوں۔ یہ بول کر فیضان کمرے سے باہر نکل گیا پیچھے زمل دروازے تک بھاگ کر آئی پر جب تک وہ دروازے تک جاتی فیضان کمرہ بند کر کے لوک کر گیا تھا۔ زمل دروازہ پیٹتی رہ گئی کھولو مجھے باہر نکالو مجھے یہ نکاح نہیں کرنا میں مر جاؤں گی پر تم سے نکاح نہیں کروں گی سن لو تم یہ کہہ کر زمل دروازے سے لگ کر ہی زور زور سے رونے لگی اور سوچ رہی تھی کہ پتہ نہیں اس کے گھر والوں کا کیا حال ہو گا۔ کچھ ٹائم میں ایک ملازمہ کمرے میں آئی شادی کا جوڑا لے کر اور کہ بی بی جی صاحب نے کہا یہ پہن لیں اور نکاح کہ لئے تیار ہو جائیں اتنا سنا زمل تو غصے سے لال پیلی ہو گئی اور کپڑوں کو اٹھا کر پھینکا اور ملازمہ کو کہا کہ جا کر کہہ دو اپنے صاحب سے میں یہ نکاح نہیں کروں گی جو کرنا ہے کر لو دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ملازمہ نے سب کچھ فیضان کو بتا دیا فیضان نے ایک پیپر پر کچھ لکھ کر بھجا اور کہا کہ جا کر یہ زمل کو دے آؤ ملازمہ نے ایسا ہی کیا جب زمل نے وہ پڑھا جو فیضان نے لکھا تھا تو فورا مان گئی نکاح کے لئے پر ایک شرط رکھی کہ میرے ماں باپ آئے گی تو میں نکاح کروں گی۔ فیضان نے شرط مان لی اور بولا لیا دونوں کو نکاح ہو گیا زمل کہ ماں باپ دونوں زمل ک پاس تھے کمرے میں زمل کا رو رو کر برا حال تھا فیضان کمرے آیا اور سلام کیا احمد صاحب کو بہت تمیز کہ

ساتھ بلایا احمد صاحب نے پیار سے جواب دیا اور کہا کہ میں کچھ بولنا چاہتا ہوں زمل ابھی چھوٹی ہے اس کی پڑھائی ختم ہو جائے تو رخصتی کر دیں گے یہ سن کر فیضان نے بہت طریقے سے جواب دیا کہ ابھی یہ کے پیپر ختم ہونے تک انتظار کر سکتا ہوں اس 2nd Year میں ہے تو میں صرف 2nd year زیادہ بلکل نہیں احمد صاحب کچھ سوچا پھر مان گئے آپکی اجازت ہو تو ہم گھر جائیں۔ فیضان نے زمل کی طرف دیکھا جو اپنی ماں کے ساتھ لگی ہوئی تھی فیضان نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی بیوی سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں احمد صاحب نے اپنی بیوی کو اشارہ کیا وہ بھی چپ کر کے اٹھ گئی۔ فیضان زمل کہ پاس آ کر بیٹھ گیا جس سے زمل اٹھنے لگی تو فیضان نے ہاتھ پکڑ کر بیٹھا دیا۔ اور پیار سے ہاتھ میں انگھوٹی پہنا دی اور کہا کہ اب اگر یہ اُتاری تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا زمل یہ کہہ کر اٹھ گی کہ تم سے برا اور کوئی ہو بھی نہیں سکتا فیضان زور سے ہنسنے لگا اور باہر جاتی زمل کو کہا بس تھوڑا ٹائم پھر تمہیں پتہ چل جائے گا کہ میں کتنا برا ہوں۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

Posted On Kitab Nagri

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

زمل دوبارہ کالج جانا شروع ہو گئی تھی پر بہت پابندیاں تھی۔ بری چادر لے کر باہر جانا ہیں اور فیضان کا ڈرائیور آتا تھا روز زمل کو لینے کالج لے جانے اور واپس لانے کے لیے ہر وقت گھر کے باہر دو گارڈز پہرہ دیتے ھیں۔ ان سب سے زمل اور اس کہ ماں باپ ہر ٹائم پریشان رہتے تھے۔ دیکھتے دیکھتے زمل کہ 2nd year کے پیپر سٹارٹ ہو گئے تھے۔ اب ٹینشن شروع ہو گئی تھی زمل کی کیوں کہ پیپر کہ بعد فیضان نے کہ تھا کہ وہ رخصتی لے لے گا۔ لاسٹ پیپر والے دن جب وہ کالج سے نکلی تو سامنے فیضان گاڑی سے ٹیک لگائے زمل کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ زمل نے سوچا واپس اندر بھاگ جائے پر کوئی فائدہ نہیں تھا کیوں کہ فیضان نے زمل کو دیکھ کیا تھا اب اسے جانا ہی پڑھا۔ فیضان نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور زمل بیٹھ گئی۔ گاڑی میں کچھ ٹائم تو خاموشی رہی پھر فیضان نے ہے بات کا آغاز کیا۔ اب تمہارے پیپر ختم ہو گئیں ہیں تو تمہارے والد سے بات ہو گئی ہے اس جمعے کو تمہاری رخصتی ہے تیار ہو جاؤ زمل نے غصے

میں کہا کہ میں مر جاؤں گی پر تمہارے ساتھ رُخصت ہو کر نہیں جاؤں گی۔ یہ سنا تھا فیضان نے ایک دم سے بیچ راستے میں گاڑی روک دی اور زمل کو اپنے قریب کھینچ کر کہا کہ اگر تم نے کچھ کیا تو میں تمہارے گھر والوں کو نہیں چھوڑوں گا اور اگر کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو سب سے پہلے میں تمہیں جان سے ماروں گا. یہ کہ کر زمل کو پیچھے دھکا دے کر گاڑی چلانے لگا۔ اس کے بعد کوئی بات نہیں کی دونوں نے اور فیضان خاموشی سے زمل کو گھر چھوڑ کر چلا گیا۔

وہ دین بھی آگیا اور زمل فیضان کہ ساتھ رُخصت ہو کر چلی گئی۔ زمل کو فیضان کے روم میں پہنچایا زمل نہیں چاہتی تھی کہ فیضان اُس کو اتنا تیار ہوا دیکھئے۔ زمل نے سب پہلے اپنے کپڑے اتارے اور صوفے پر جا کر سو گئی۔ فیضان روم میں آیا زمل کو رف حلیے میں دیکھ کر اور صوفے پر سوئی ہوئی دیکھا تو حیران نہیں ہوا کیوں کہ وہ ان سب کے لئے تیار تھا۔ اس لیے چھپ کر کے چینج کر کے سونے کے لئے چلا گیا۔ فجر کے ٹائم زمل کی آنکھ کھلی تو دیکھا فیضان فجر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ فیضان دیکھ رہا تھا کہ زمل اٹھ گئی ہے اور آنکھوں کہ اوپر بازو رکھ کر چھپ کر دیکھ رہی تھی۔ فیضان بولا چھپ کر کیا دیکھ رہی ہو تمہارا شوہر ہوں تمہارا حق ہے سامنے بیٹھ کر دیکھو اب اٹھ گئی ہو تو نماز ہی پڑھ لو یہ سن کر زمل اٹھ گئی اور غصے سے بولی منافقوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے تم سے بڑا منافق کون ہو گا۔ فیضان زمل کہ قریب آیا تم کون ہو خدا ہو کیا جو تمہیں پتہ ہے میں کیا ہوں۔ زمل صوفے سے اٹھی اور بولی تم کیا ہو کیا نہیں یہ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے تم جیسا گھٹیا اور ذلیل انسان آج تک نہیں دیکھا میں

نے فیضان غصے سے زمل کی طرف آیا ہاتھ پکڑنے لگا تو زمل نے کہا خبردار جو مجھے ہاتھ بھی نہیں لگانا ورنہ اپنی جان لے لوں گی فیضان اپنا غصّہ ضبط کر کے روم سے باہر چلا گیا۔

دو دن ایسے ہی گزر گئے دونوں کی بیچ میں مکمل خاموشی تھی۔ فیضان نے ملازمہ کہ ہاتھ پیغام بھیجا کہ سامان پیک کر لو ہم دو گھنٹے میں گاؤں کے لئے نکلے گے۔ زمل نے روکھا سے جواب دے دیا کہ اپنے صاحب کو بولو مجھے کہیں بھی نہیں جانا ہے۔ ملازمہ نے یہ پیغام دے دیا فیضان روم میں گیا اور زمل کا ہاتھ پکڑا الماری کے پاس لے کر گیا۔ اور کہا جیتنا جلدی ہو سکے سامان پیک کر لو ورنہ دو گھنٹے بعد میں تم جس بھی حال میں ہو گی ایسے ہی اٹھا کر تمہیں لئے جاؤں گا مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ فیضان کہ کر چلا گیا روکا نہیں۔ زمل نے پیکنگ کر لی کیوں کہ اس کا بھروسا کو کہہ رہا ہے وہ کر دے۔ دو گھنٹے بعد وہ دونوں گاؤں کے لئے نکل گئے۔ گاؤں لاہور سے کافی دور تھا اس لیے فیضان کی کوشش تھی کہ دن دن میں وہاں پہنچ جائے گے۔ راستے سارے دونوں کے بیچ خاموشی ری دونوں نے کوئی بات نہیں کی ایک دوسرے سے مغرب کے وقت وہ لوگ گاؤں پہنچ گئے۔ زمل حیران رہ گئی حویلی دیکھ کر اس کی آمد کے لیے پوری حویلی دلہن کی طرح سجھائی ہوئی تھی زمل جو یہ سوچ رہی تھی کہ کسی کا بھی رویہ اچھا نہیں ہو گا کوئی سے طرح بات نہیں کرے گا پر یہاں تو سب نے زمل کو ہاتھ کہ ہاتھ لیا۔ سب نے اتنا پیار کیا وری قربان جاہ رھے تھے زمل یہ دیکھ کر حیران تھی۔ ان سب سے فری ہو کر زمل کو اس کے روم میں چھوڑ آئے وہ پورا دن کی تھکی ہوئی تھی بیڈ پر لیٹ گئی سونے جیسے ہی سونے لگی تو فیضان اندر آ گیا زمل ابھی کچھ

بولنے ہی لگی تھی تو فیضان نے روک دیا اور کہا کے وہاں ہم اکیلے تھے تم جو کہتی تھی سن لیتا تھا پر اب یہ میرا گھر ہے یہاں میری سب عزت کرتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ تم کچھ بولو یہاں میں بہت تھک گیا ہوں سونا ہے مجھے یہ کہہ کر بیڈ پر لیٹ گیا اور بولا لائٹ بند کر و اور سو جاؤ فکر نہیں کرو تمہاری اجازت کے بغیر میں تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔ زمل کچھ ٹائم سوچتی رہی پھر خود بھی صبح کی تھکی ہوئی تھی بیڈ کہ بلکل کونے میں لیٹ گئی۔

زمل کو یہاں آئے ایک۔ ہفتہ ہو گیا تھا اس ایک ہفتے میں زمل اور فیضان کے بیچ نہ ہونے کے برابر بات چیت ہو رہی تھی۔ کیوں کے فیضان اپنے بابا کے ساتھ زمینوں کے کاموں میں مصروف تھا۔ یہاں آکر اس کو پتہ چلا کہ فیضان دل جا بہت اچھا ہے۔ سب اس کی بہت عزت کرتے ہیں۔ وہ فیضان کہ اس انداز کو دیکھ کر حیران ہو رہی تھی زمل کو فیضان کے ماں باپ بھائی بہن سب بہت اچھے لگے زمل کا بھی بہت دل لگ گیا تھا یہاں پر زمل کو فیضان کی یہ بات بہت اچھی لگی تھی کہ وہ یہاں کے روایتی مردوں میں سے نہیں تھا فیضان نے ابھی تک زمل کو ہاتھ نہیں لگایا تھا اپنا حق نہیں جتایا تھا۔ فیضان بھی نوٹ کر رہا تھا کہ زمل کا حویلی میں بہت دل لگ گیا تھا۔ وہ اس کو سب کے ساتھ خوش دیکھ رہا تھا۔ ایسا بات پر فیضان سکون میں تھا زمل کی طرف کی سے

....

ایک دن زمل اندر بیٹھ بیٹھ کر تنگ آگئی تھی۔ تو کسی کو بھی بتائے بغیر حویلی سے باہر نکل آئی۔ چلتی چلتی وہ جنگلوں کی طرف چلی گئی پتہ ہی نہیں چلا۔ جب واپس جانے کے لیے زمل موری تو دیکھا کہ بہت گھنا جنگل تھا جس کے بیچوں بیچ وہ کھڑی تھی۔ یہ دیکھ کر اب ہے تو کہاں سے واپس جائے زمل کہ ہوش اُڑ گئے۔ شام گہری ہی گئی تھی ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔ اور زمل پریشان کبھی ایک طرف جایئے تو کوئی راستہ نہیں دوسری طرف جایئے تو بھی کوئی راستہ نہیں زمل کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا پیچھے کی طرف سے زمل کو کسی چیز کی آواز آئی آواز سن کر زمل فوراً بھاگی اتنا تیز بھاگی یہ سوچ کر کہ کوئی جنگلی جانور نہ ہو بھاگتے ہوئے زمل کا پیر کسی زوردار چیز سے ٹکرایا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

زمینوں کے کام سے فری ہو کر جب فیضان حویلی پہنچا تو زمل کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔ اپنی ماں سے پوچھا تو ماں کہتی اپنے کمرے میں ہو گی دوپہر سے نظر نہیں آئی۔ فیضان کمرے میں گیا تو کوئی نہیں تھا سب سے پوچھا کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا۔ پوری حویلی دیکھ لی پر زمل نہ ملی فیضان کو کچھ غلط لگا اور وہ حویلی سے باہر چلا گیا زمل کو ڈھونڈنے ہر کسی سے پوچھا تو پتہ چلا وہ جگل کی طرف گئی تھی۔ فیضان بھاگا جنگل کی طرف پاگلوں کی طرح فیضان زمل کی ڈھونڈ رہا تھا۔ رات بہت ہو گئی تھی اگر زمل کسی جنگلی جانور کے ہاتھ لگ تو یہ سوچنا بھی فیضان کے لئے عذاب تھا زمل فیضان کو بیہوشی کی حالت میں ملی سر پر چوٹ لگی ہوئی تھی۔ فیضان نے زمل کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا رات بہت ہو گئی تھی اس وقت کچھ بھی پتہ نہیں چل رہا تھا راستے کا کچھ دور ایک جھونپڑی سے بنی ہوئی تھی فیضان زمل کو لے کر وہاں چلا گیا اور صبح نکلنے

کاارادہ کیا یہاں سے کیوں کہ اس وقت یہاں بہت خطرہ تھا۔ جھونپڑی میں پہنچ کر فیضان نے زمل کے ماتھے پر اپنا رومال باندھا تاکہ خون روک جائے بہنارات کافی ہو گئی تھی فیضان کی بھی کب آنکھ لگ گئی پتہ نہیں چلا ہلکی ہلکی صبح ہو گئی تھی جب زمل کو ہوش آیا فیضان کو اپنے اتنا قریب سویا ہوا دیکھا تو ایک دم سے اٹھی پر چوٹ کی وجہ سے اٹھ نہ سکی اور چیخ نکل گئی جس سے فیضان کی آنکھ کھل گئی زمل کو ہوش میں دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔ فیضان نے زمل سے پوچھا کہ تم ٹھیک ہو۔ زمل نے ہاں میں سر ہلایا اور اٹھ گی فیضان نے زمل کو پیار سے کہا اگر تم نے باہر جانا ہی تھا تو مجھے یاں کسی اور کو کہتی وہ چلتا تمہارے تم اکیلی کیوں آئی پتہ ہے تمہیں یہ جگہ کتنی خطرناک ہے۔ اگر کچھ ہی جاتا تمہیں تو میرا کیا ہوتا یہ سن کر زمل خاموش ہو گئی اور شرمندگی سے سر جھکا لیا sorry مجھے پتہ ہے چلا میں گھومتی ہوئی کب یہاں اس گئی میں بہت ڈر گئی تھی مجھے لگا آج میرا آخری دن ہے۔ فیضان نے فوراً زمل کے موں پر ہاتھ رکھ دیا آج تو بول دیا آئندہ مت بولنا میں تمہیں کبھی اپنے سے دور نہیں ہونے دوں گا۔ چلو اب نکلتے ہیں یہاں سے فیضان نے زمل کا ہاتھ پکڑا اور دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

حویلی پہنچے دونوں تو سب نے شکر ادا کیا سب بہت پریشان تھے۔ صدقے کے بکرے دیئے زمل دیکھ کر شرمندہ ہو رہی تھی کہ اس کی وجہ سے سب بہت پریشان ہو گئے تھے۔ زمل کو روم میں آرام کرنے بھیجا اور ڈاکٹر کو بلایا پٹی کر دے۔ زمل محسوس کر رہی تھی کہ وہ بہت بدل رہی ہے فیضان کے لئے دل میں کچھ محسوس کر رہی ہے پر سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا۔ کچھ دن میں زمل ٹھیک ہو گئی تھی اور پھر پوری حویلی

میں فیضان اور زمل k ولیمے کا شور مچ گیا۔ باباسائیں نے جمعے کو ولیمے کا اہتمام کر دیا۔ پوری حویلی ایک بار پھر دلہن کی طرح سجھائی جمعے کا دن آ گیا۔ اور ولیمے کا انتظام مردوں کا باہر کیا اور عورتوں کا گھر پر ہی زمل لائٹ پنک مکسی میں چھا رہی تھی دیکھنے والوں کی نظریں ایک دفعہ زمل پر پڑتی دوبارہ ہٹنا بھول جاتی۔ مردوں سے فارغ ہو کر فیضان کو عورتوں میں بلایا فیضان جب اسٹیج پر چڑھ رہا تو زمل پر نظر پڑی تو نظر جھکنا بھول گیا۔ سب نے بہت تنگ کیا فیضان کو اب بار بار فیضان زمل کو دیکھ رہا تھا کیوں کہ فیضان کو پتہ تھا کہ کمرے میں زمل نے جاتے ہیں چینج کر لینا ہے۔ ولیمہ ختم ہو گیا زمل کو روم میں بھیجھا تو روم دیکھ کر حیران ہو گئی روم انتہائی خوبصورت طریقے سے سجایا ہو تھا فیضان کی چھوٹی بہن نے زمل کو بیڈ پر بیٹھایا اور مکسی پہلا دی فرش پھولوں سے سب کچھ سجھا ہوا تھا۔ جس کی خوشبو بہت اچھی لگ رہی تھی۔

....

فیضان کو پتہ تھا کہ زمل نے کپڑے چینج کر کے سو گئی ہو گی۔ اس لیے وہ خراب سے موں لے کر اندر گیا پر اندر کا نظارہ ہی کچھ اور تھا۔ روم سرخ پھولوں سے سجھا ہوا تھا اور زمل بیڈ پر گھونگٹ لے کر بیٹھی ہوئی تھی فیضان حیران تھا کہ وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ آہستہ آہستہ بیڈ کہ پاس پہنچا دو منٹ سوچا پھر زمل ک پاس بیٹھ گیا سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ زمل اپنی خوشی سے یہ سب کر رہی ہے یاں کوئی زبردستی بیٹھا گیا ہے۔ فیضان نے ہمت کر کے زمل کا گھونگٹ اٹھایا تو حیران رہ گیا زمل سر جھکائے شرمائے ہوئے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ فیضان کو دیکھ کر سر اوپر کیا اور شرماتے ہوئے پوچھا میں کسی لگ رہی ہوں۔ فیضان

زمل کی بات پر مسکرانے لگا۔ زمل کا ہاتھ پکڑا اپنے قریب کیا اور کہ انتہا کی خوبصورت لگ رہی ہو۔ دل کر رہا ہے دیکھتا رہوں زمل شرما گئی۔ فیضان نے زمل کہ ہاتھ میں کنگن پہنائے اور بولا کنگن اب پیارے لگے ہیں تم نے جو پہن لئے۔ زمل نے فیضان کا ہاتھ پکڑا اور sorry بولا مجھے معاف کے دینا میں نے جو کچھ بھی آپ کے ساتھ کیا۔ فیضان نے زمل کہ موں پر ہاتھ رکھا اور بولا sorry تمہیں نہیں مجھے کرنی چاہئے غلط تو میں نے کیا تمہارے ساتھ زمل نے مسکرا کر کہا حساب برابر آپ نے جو کیا sorry بول دیا میں نے جو کیا sorry بول دیا۔ دونوں ہسنے لگ گئے فیضان نے زمل کہ ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھے اور پیار سے کس کیا۔ پھر زمل کو اپنی باہوں میں لے کر ساتھ لگایا۔ زمل بھی خاموش سے ساتھ لگ گئی۔ زمل نے فیضان کو قبول کر لیا تھا۔ اور فیضان اس بات پر پر سکون ہو گیا تھا کہ اب سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب ہمیں کوئی الگ نہیں کر سکتا۔

ختم شد

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Kitab Nagri

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595